ایک لاجواب کتاب

الامتیاز

بین

الحقیقت والمجاز

سدیدی

مؤلفہ

فاضلِ جلیل حضرت مولانا مولوی محمد نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ صاحبِ تفسیرِ نبوی

مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ ◎ لاہور

مسائل علمِ غیب ○ اِستمداد ○ تصرّف اولیاء اللہ پر

ایک لاجواب کِتاب

الامتیاز

بین

الحقیقت والمجاز

مؤلفہ

فاضلِ جلیل حضرت مولانا مولوی مُحمّد نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ صاحبِ تفسیرِ نبوی

مکتبہ نبویّہ گنج بخش روڈ ○ لاہور

کتاب .... الامتیاز بین الحقیقت والمجاز

مصنف .... مولینا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تفسیر نبوی

موضوع .... علم غیب - استمداد - اور تصرف اولیا اللہ

صفحات ۱۴۴

سائز .... $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$

سال طباعت ایڈیشن اول ۱۹۶۶ء

سال طباعت ایڈیشن سوم ۱۹۹۴ء

طابع .... الکتاب پرنٹرز - لاہور

ناشر .... مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ لاہور

قیمت .... ۲۴/ روپے

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سید المرسلین

سیدنا و مولٰینا محمد و علیٰ آلہ الطاہرین الطیبین و اصحابہ المھدین

و آئمۃ المجتہدین و علما ربانیین وجمیع المومنین فی کل حال وحین آمین

یارب العالمین

امّا بعد!

اہل اسلام خصوصاً اہل السنت والجماعت پر مخفی نہ رہے، کہ وہابی اور سُنّی متنازعہ فیہ مسائل کو آیات قرآنیہ سے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق ثابت کرتے ہیں اور اپنے استدلال کی بنیاد بھی کلام الٰہی پر رکھتے ہیں جس سے ایک دوسرے کی تکذیب و تردید لازم آتی ہے اور یہ امر بعض اوقات انکار نصوص تک پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً ایک فرقہ غیر خدا کے لئے علم غیب بعطائے الٰہی ثابت کرتا ہے تو دوسرا اس کی نفی کرتا ہے حالانکہ دونوں اس کو قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور یہ بات ناممکن ہے، یعنی ایک بات کا صحیح اور دوسری کا غلط ہونا ناگزیر ہے، کیونکہ بمصداق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا، کلام الٰہی میں اختلاف و تضاد نہیں علیٰ ہذا القیاس دیگر متنازعہ فیہ مسائل بھی سمجھے جائیں اور یہ فرق جو بظاہر نظر آتا ہے، یہ حقیقت ماورٰ

مجاز کا ہے اور اسی فرق کو دور کرنا اور حقیقت و مجاز میں مطابقت ظاہر کرنا زیر نظر کتاب کی تالیف کا بڑا مقصد ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کے اقوال و افعال فعل باری تعالیٰ میں فنا ہوتے ہیں یعنی فاعل حقیقی وہی ذات پاک ہے اور فعل کی نسبت دوسرے کے ساتھ محض مجازی ہے، اس کی مثال خدا تعالیٰ کا یہ قول ان اغنٰھم اللّٰہ تعالیٰ ورسولہ من فضلہ یعنی غنی کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اپنے فضل سے، اس میں اغنیٰ کا فاعل اور ضمیر واحد کا مرجع حق تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے جس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قول و فعل حق تبارک و تعالیٰ کے فعل میں فنا ہے، اسی طرح فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ میں خدا نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فعل قرأت کو اپنی طرف منسوب فرمایا، اور وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ میں خدائے تبارک و تعالیٰ نے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال کو اپنے افعال کہا اور یہ اس کمال قربت و یگانگت کے باعث ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذات باری تعالیٰ سے تھی، نیز فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن اور سورۂ نجم میں فرمایا وَعَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی، سورۂ الرحمٰن میں عَلَّمَ کا فاعل خود حق تبارک و تعالیٰ ہے، لیکن سورۂ النجم میں عَلَّمَ کا فاعل حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ٹھہرایا، پس اگر ایسے مواقع میں حقیقت و مجاز کے فرق کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو کلام الٰہی میں تناقض و تباین لازم آتا ہے، اور یہ غیر ممکن ہے، فی الحقیقت علّم، میں علم کا فاعل بھی خدائے تعالیٰ ہی ہے، یا سورۂ مریم میں دیکھو، آیہ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم کو فرماتے ہیں کہ تمہیں ایک بیٹا بخشنے آیا ہوں، استقصا کرنے سے قرآن مجید میں ایسی اور بھی کئی مثالیں مل سکتی ہیں لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں :

امام الطائفہ وہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں لکھا ہے

"ازانجملہ شدت تعلق است، بہ مرشد خود استقلالاً نہ باں لاحظہ کہ ایں شخص ناودان فیض حضرت حق و واسطہ ہدایت اوست، بلکہ بحیثیت کہ متعلق عشق ہماں مے گردد، چنانچہ یکے از اکابر ایں طریق فرمودہ کہ حق جل و علا در غیر کسوت مرشد

من تجلی فرماید، مرا بسوئے او التفات درکار نیست۔"

اس کا ترجمہ جو غیر مقلدوں نے ہی کیا ہے کہ منجملہ آثارِ عشقیہ کہ اپنے مرشد کے ساتھ استقلالاً تعلق شدید ہو جاتا ہے یعنی اس لحاظ سے (نہیں) کہ یہ شخص حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے فیض کا ذریعہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ خود مرشد سے ہی عشق کا تعلق ہو جاتا ہے چنانچہ اس طریق کے بزرگوں میں سے ایک شخص کا مقولہ ہے، کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرمائے تو البتہ میں اس کی طرف التفات نہ کروں گا" مطلب یہ ہوا کہ مرشد ہی فیض دہندہ بالاستقلال ہے، صرف وسیلہ اور ذریعہ نہیں۔ پھر ذرا آگے چل کر بزرگانِ دین اور باری تعالیٰ کے اتحاد کے ثبوت میں آگ اور لوہے کی مثال بیان کرکے اسے صحیح حدیث سے یوں مدلل کیا ہے، کہ ——— نفسِ کامل کو رحمانی جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں میں کھینچ لے جاتی ہے تو انا الحق وَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سوی اللہ، یعنی میں خدا تمام جہان کا پروردگار اور میرے ہر دو پہلو میں بجز اللہ کے اور کچھ نہیں کی آواز اس سے صادر ہوتی ہے اور یہ حدیثِ قدسی ہے یعنی سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا ایک اور روایت میں اس حال کی حکایت ہے۔ خبردار! اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا، اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادئ مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّیْ اَنَا اللہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ تو اشرف الموجودات سے جو حضرت ذات سبحانہٗ و تعالیٰ کا نمونہ ہیں، انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام اور اسی مقام کے لوازم میں سے ہے، عجیب عجیب خوارق کا صادر ہونا اور قوی تاثیروں کا ظاہر ہونا، دعاؤں کا قبول ہونا، آفتوں اور بلاؤں کا دُور کرنا اور اسی معنی کی تصریح اس حدیث شریف قدسی میں موجود ہے، لَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ یعنی اگر وہ بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اُسے دوں گا، اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے، تو میں ضرور اُسے پناہ دوں گا، اور منجملہ لوازم اس کے سے یہ ہے کہ صاحبِ حال کے دشمنوں اور بداندیشوں پر وبال اور مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے چنانچہ حدیث شریف قدسی مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ اسی مضمون کی وضاحت کرتی ہے۔ سبحان اللہ! عشق کو با

عمدہ تاثیر اور تجلی علمی کا کیا خوب جذب ہے کہ یہ ایک مشت خاک اس مقدس اور پاک مقام میں کس قدر بلند ہو جاتی ہے اور بے قدر مٹی نے رب الارباب کے قریب مجلس میں کیا عمدہ جائے نشست اور خوبی کا مقام پایا (ترجمہ صراطِ مستقیم صفحہ ۱۳-۱۴۔ مطبع احمدی لاہوری طابع و مترجم میں بھی مولّف کتاب ہذا کا ہم خیال ہے) لہٰذا اسی ترجمہ پہ اکتفا کیا گیا ہے۔ اس سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگیا، کہ دوستانِ خدائے تعالےٰ نہ تو خدا ہیں، نہ خُدا سے جُدا ہیں اور ان کے افعال حق تبارک و تعالیٰ کے فعل میں فنا ہیں۔

فقیر کاتب الحروف نے انہی امور کو جن کا نمونہ مشتے از خروارے سطور بالا میں پیش کیا گیا ہے، مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر دو فریق کی اصلاح کے لیے ان کے استدلال اور مواخذ میں تطابق اور توافق ثابت کرنے کی امکانی کوشش کی ہے تاکہ وہ افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کی وعید سے بچیں وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اب ناظرین کرام کا فرض ہے کہ حقیقت و مجاز کا فرق پیش نظر رکھتے ہوئے ہر دو فریق کے مواخذ ملاحظہ فرمائیں، اور راہِ ہدایت کو اختیار کرتے ہوئے قعرِ ضلالت سے بچنے کی سعیٔ بلیغ کریں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ اِلٰى سَبِيْلِ الرَّشَادِ

محمد نبی بخش حلوائی عفی عنہٗ